مجھے بتلائیے صاحب یہ کیسی ہوشمندی ہے
تو بندہ تھا خدا کا اور اب دیو بندی ہے

توضیح کلمات اللہ لدفع ہذیان عدو اللہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر ہے

از

حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالوہاب قادری رضوی مدظلہ العالی

ناشر

بزم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کراچی

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

کتاب کا نام	-------------	نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کفر ہے
مولف	-------------	حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالوہاب خان قادری رضوی
محرک	-------------	ابوالخیر مولانا محمد الطاف قادری رضوی چیئرمین انجمن انوارالقادریہ جمشید روڈ ۳ کراچی
کتابت	-------------	افتخار انجم
پروف ریڈنگ	-------------	محمد میاں نوری
طباعت	-------------	بار سوئم فروری ۱۹۹۸
تعداد	-------------	1000

تقدیم

از: حضرت علامہ ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی، مدظلہ
شیخ الحدیث دار العلوم احسن البرکات حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر مومن کے لئے عین ایمان اور جانِ ایمان ہے۔ اگر اس محبت میں ذرّہ بھر بھی خامی ہوئی یا کمی ہوئی تو سب کچھ نامکمل ہے اور قبولیت کے لائق نہیں بلکہ ایمان ہی کامل نہیں ۔۔ اس راہ محبت پر چلنے کے لئے ضروری ہے کہ صحابہ کرام، اکابر ملت اور بزرگان دین کے نقش قدم تلاش کئے جائیں اور ان کے نقش پر قدم رکھتے ہوئے آگے بڑھا جائے، ایسے میں اگر کوئی ان نقوش سے ہٹ کر دوسری راہ اختیار کرتا ہے تو قدم ڈگمگا جاتے ہیں اور وہ راہ سے گمراہ ہو جاتا ہے اسی لئے قرآن کریم میں بھی دعا کی تعلیم ان الفاظ میں دی گئی۔

اھدنا الصراط المستقیم۔ الخ "ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا" اور جن پر احسان کیا ان کا ذکر یوں فرمایا۔ من النبیین الخ "انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین" اس سے یہ سکھا دیا کہ محبت کے یہی راستے ہیں کوئی بلا واسطہ خدا تک جانے کی آرزو نہ کرے بلکہ ان کے راستہ پر چلے۔

قرآن کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف مراتب علیا اور صفات کو نئے نئے انداز میں بیان فرمایا ہے، ان اعلیٰ صفات کو سمجھنے کے لئے بھی اسی نور کی ضرورت ہے جو اکابر ملت کو عطا ہوا، قرآن عظیم کا اسلوب یہ ہے کہ کہیں تو مفصل اور کہیں اختصار کے ساتھ نبی معظم کی تعریف فرمائی ہے اور کہیں وضاحت

کے ساتھ اور کہیں کنایوں میں توصیف بیان فرمائی ہے اور کہیں توضیح و تشریح سے ہٹ کر، ایمان والوں کے امتحان کے لئے، ظاہر الفاظ میں پوشیدہ معانی کے ساتھ نبی مکرم کی سیرت بتائی ہے۔ جیساکہ سورۃ توبہ کی آیت نمبر اسّی (تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو) سورہ کہف کی آخری آیت (تم فرمائو ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں) سورہ فتح کی آیت نمبر ۲ (تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے) سورہ تحریم کی پہلی آیت (اپنی بی بیوں کی مرضی چاہتے ہو) سورہ ضحیٰ کی آیت (اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی)

اور اس کے علاوہ بے شمار آیات ہیں جن میں مومنوں کا امتحان مقصود ہے، ان میں بہت سی آیات وہ ہیں جو متشابہات میں شمار ہیں کہ ان کے معنی دنیا میں ظاہر نہیں کئے گئے۔ ان ہی میں سے سورۂ عبس کی ابتدائی آیات ہیں۔

فاضل مؤلف مولانا عبدالوہاب خان قادری مدظلہ نے سورہ عبس کی ان ہی آیات کے معانی و مفاہیم کو قرآن کریم کی دوسری آیات اور اکابر کی تفسیر کی روشنی میں واضح فرمایا ہے جسے پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے اور قلب و ذہن کو جلا ملتی ہے۔ مولائے قدوس اس تحریر سے مومنوں کے قلوب کو منور کرے اور عظمت مصطفےٰ کو دلوں میں استقامت بخشے۔ آمین

فقیر قادری غفرلہ
ابو حماد احمد میاں برکاتی
۸ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ
۱۹ نومبر ۱۹۸۸ء

تقریظ جلیل

از مولانا محمد حسن صاحب حقانی نائب مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی

حضرت مولانا عبدالوہاب خاں صاحب قادری رضوی ایک سچے عاشق و محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مولانا موصوف ایک پکے سنی ہونے کے حوالہ سے حضور پر نور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و تکریم کے قائل ہیں بلکہ تعظیم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جزو ایمان بلکہ عین ایمان سمجھتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے۔

اسی جذبۂ صادق کے پیش نظر مولانا نے یہ رسالہ تحریر و تالیف کیا ہے اور حوالہ جات و دلائل سے مزین فرما کر بدعقیدہ لوگوں کا رد بلیغ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو اجر عظیم عطا فرمائے آمین۔

فقط احقر

محمد حسن حقانی

۳۰ جمادی الاول ۱۴۲۰ھ

۱۱ جنوری ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبب تالیف

حسن اتفاق۔ اکابر دین واشراف مسلمین کی زیارت کا جذبہ کراچی لایا واپسی سے چندروز قبل محبی فی اللہ جناب ضیاء الصمد صاحب نے تشریف ارزانی فرمائی اور اعداء دین کی ستم ظریفی کے متعلق استفسار فرمایا کہ وہ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجرم اور گنہگار (معاذ اللہ) ثابت کرنے کے لئے عبس وتولی اور سورہ تحریم کی آیات کو پیش کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ الزام دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بھی گناہ کرالیا۔ (معاذ اللہ استغفر اللہ) فقیر سراپا تقصیر نے فی البدیہہ ان خبثاء کے ہذیان کے جوابات دیئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات کو قرآن کریم کی آیات بینات سے ثابت کیا۔ عزم واپسی کے بعد خیال آیا کہ دشمنان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے گھناؤنے حملے ذات اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کرتے ہی رہتے ہیں کیوں نہ ان کی خباثت کا جواب بصورت تحریر میدان میں آئے کہ طالبان حق کی تسکین خاطر کا باعث ہو اور منکرین شان رسالت کی ہرزہ گوئی کا سدباب کرے چنانچہ بعجلت تام یہ مختصر تحریر کہ وطن سے دور کتب سے مجبور پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں یہ میرے مربی سیدی سندی مولائی مرشدی علامہ قرآن مفتی دوراں، قطب زماں مولانا آل رحمٰن مصطفیٰ رضا خاں المعروف مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کے فیوض کا ثمرہ ہے خداوند قدوس شرف قبولیت عطا فرمائے اور مومنین کی تسکین خاطر کا سبب بنائے آمین۔

ابوالرضا عبدالوہاب القادری الرضوی عفی عنہ
۱۷ جمادی الاول ۱۴۰۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ
ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفیٰ باللہ شھیدا ۝ والصلوٰۃ والسلام
علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وعلی من کان بنصرتہ عمید اوراشید امن اطاعہ
بالحق فقد عاش حمیدا ومات سعیدا ومن عصاہ فقد خاب وخسر
ضل ضلالاً بعیدا اما بعد قد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان
الحمید فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۝ واذ قال ربک للملٰئکۃ انی
جاعلٌ فی الارض خلیفۃ ۝ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء
ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک ط قال انی اعلم مالا تعلمون ۝
صدق اللہ مولٰنا العظیم اللھم صل علی سیدنا مولٰنا محمدؐ وآلہ
وبارک وسلم

ترجمہ" جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا خلیفہ (نائب) بنانیوالا ہوں بولے کیا ایسے کو نائب (خلیفہ) کریگا جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے تیری پاکی بولتے ہیں فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے"" واضح ہو کہ خلیفہ احکام واوامر کے اجراء ودیگر تصورات میں اصل کا نائب ہوتا ہے یہاں خلیفہ سے مراد آدم علیہ السلام ہیں چنانچہ فرشتوں کو خلافت آدم علیہ السلام کی خبر دی گئی جس پر فرشتوں نے عرض کیا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک مگر اللہ عزوجل کا ارشاد انی اعلم مالا تعلمون سن کر مطمئن ہوگئے اور آدم علیہ السلام کی خلافت اور عظمت کو تسلیم کرلیا کہ جب حکم ہوا اسجدوا لآدم سب سجدے میں گر گئے مگر عزازیل (ابلیس) جو ان میں شامل تھا وہ عظمت کا قائل نہ ہوا اور نہ سجدہ کیا اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ابیٰ واستکبر وکان من الکٰفرین — منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہوگیا

معلوم ہوا اللہ عزوجل کے فرشتے جو معصوم ہیں باوجود ونحن نسبح بحمدک کے آدم علیہ السلام کی خلافت اور عظمت کے قائل، اور فریق ثانی ابلیس متکبر و متکبر، چنانچہ حق و باطل کی جنگ کا آغاز ہوگیا ایک جانب اللہ والوں کا لشکر دوسری جانب ابلیس اور اس کی فوج آج تک مدمقابل ہے اور ہمیشہ رہے گی اللہ عزوجل نے ابلیس سے پوچھا

قال ما منعک الا تسجد اذ امرتک	فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا

ابلیس کے پاس نہ کوئی دلیل تھی نہ ثبوت جو آدم علیہ السلام کی کمزوری پر سند لاتا اور ظاہر ہے کہ دشمن عیوب و نقائص کو ڈھونڈتا رہتا ہے جب کچھ نہ ملا تو کہا

انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ	میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا
من طین	اور اسے مٹی سے بنایا

اللہ عزوجل نے فرمایا

فاخرج انک من الصٰغرین	نکل جا تو ذلت والوں میں سے ہے

اللہ عزوجل علیم و حکیم ہے فرمائے کہ تو ذلت والوں میں سے یعنی اے ابلیس تو ذلیل باوجودیکہ اس کا دعویٰ

انا خیر منہ	میں اس سے بہتر ہوں

تھا۔ ابلیس نے اللہ عزوجل سے جرأت کی اور بولا

فبما اغویتنی لاقعدن لھم	قسم ہے اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور
صراطک المستقیم	تیرے سیدھے راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا

یعنی تیرے بندوں کو گمراہ کروں گا اور اللہ عزوجل کی شان میں زبان کھولی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا۔

چنانچہ ابلیس کی فوج آج بھی اللہ عزوجل کے محبوبین انبیاء و مرسلین پر عیب لگاتے

اور نقائص و کمزوریاں تلاش کرتے کہیں سورہ عبس و تولیٰ اور کہیں سورہ تحریم کہیں انما انا بشر مثلکم وغیرھم سے چوٹیں کرتے اور عیب لگاتے ہیں اور انبیا مرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم کو (معاذ اللہ) گنہگار ٹھہراتے ہیں چاہیئے تو یہ تھا کہ جب اللہ جل مجدہ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا جیسا کہ ارشاد فرمایا

فازلھما الشیطٰن عنھا فاخرجھما	تو شیطان نے انہیں جنت سے لغزش دی
مما کانا فیہ وقلنا اھبطوا بعضکم	اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ
لبعض عدو	کر دیا اور ہم نے فرمایا نیچے اترو آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن ہے۔

فرشتے اعتراض کرتے کہ پہلے عرض کر چکے تھے اتجعل فیھا الخ ایسے کو نائب بنا ئیگا جو فساد پھیلائے اور خونریزی کرے گا وہ اس امر کو سند بناتے اور اپنے قول کی تصدیق چاہتے مگر ملائکہ نے کوئی اعتراض نہ کیا کیونکہ وہ حکمت خداوندی پر ایمان رکھتے اور اعتراف کر چکے تھے

قالوا سبحٰنک لا علم لنا الا ما	بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا
علمتنا انک انت العلیم	تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و
الحکیم ہ	حکمت والا ہے

وہ جانتے تھے کہ اللہ عزوجل کے ہر کام میں صدہا بلکہ بے انتہا حکمتیں پوشیدہ ہیں جس کا علم اللہ عزوجل ہی کو ہے چنانچہ عرض یہی کیا انک انت العلیم الحکیم مگر ذریت ابلیس آج تک آدم علیہ السلام کو گنہگار بتاتی اور ان امور کو سند بناتی ہے حالانکہ اللہ جل عبدہ فرماتا ہے۔

ولقد عھدنا الیٰ آدم من قبل	اور بیشک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکیدی
فنسی ولم نجد لہ عزماﹸ	حکم دیا تھا تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا

شیطانی فوج کے علمبردار اس جانب سے آنکھیں بند کئے وہی راگ الاپتے اور انبیاء مرسلین کو (معاذ اللہ) گنہگار ٹھہراتے سند میں وہی آیات مثل سورہ تحریم اور عبس و تولی پیش کرتے ہیں جو عداوت و شقاوت پر مبنی ہے۔

نظر عیب پر کب پڑتی ہے رضامندی میں
لیکن بیزاری میں آتے ہیں نظر عیب تمام

برادران ملت جس کے قلب میں محبت رسول کا اجالا اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بول بالا ہوگا وہ تو مدح کے نغمے گائے گا ثنا کے پرچم لہرائے گا اور ان امور کی جانب اس کا خیال تو کجا وہم بھی نہ جائے گا

عزیزان ملت اللہ عزوجل کی حکمت بالغہ کوئی نہیں جانتا مگر وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے جتنی تعلیم دی ایک ہی چیز ایک کے لئے مفید دوسرے کے لئے مضر ہوتی ہے قرآن حکیم کہ منبع رشد و ہدایت ہے جس سے مومن ہدایت پاتے ہیں بے بصر عاد ر گمراہ ہو جاتے ہیں مولائے قدوس ارشاد فرماتا ہے یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا۔ لہٰذا قرآن کریم سے مومن اور متقی ہی ہدایت پاتے اور ان کے ایمان ترقی پاتے ہیں اور منکر عاد ر گمراہ سے گمراہ تر ہوتے جاتے ہیں۔

اے عزیز۔ دنیا آزمائش گاہ ہے ہر شخص کی آزمائش اس کی ہمت کے لائق کی جاتی ہے

الم ۔ احسب الناس ان یترکوا	کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے
ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون	جائیں گے کہیں کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی

معلوم ہوا آزمائش ضرور ہوگی تاکہ جھوٹے اور سچے صاف ظاہر ہو جائیں جیسا کہ فرمایا

ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن	اور بیشک ہم نے ان سے اگلوں کو جانچا تو ضرور اللہ
اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکذبین	سچوں کو دیکھے گا اور ضرور جھوٹوں کو دیکھے گا

برادرانِ ملت۔ آئیے اب سورہ تحریم اور عبس و تولیٰ کی جلوہ گاہ ایمان و احترام زیارت کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا النبی لم تحرم ما احل
اے غیب بتانے والے (نبی) تم اپنے اوپر کیوں حرام

اللہ لک تبتغی مرضات
کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی!

ازواجک واللہ غفور رحیم ط
اپنی بیویوں کی مرضی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اس میں کون سی قباحت ہے اگر کسی شے کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ترک کرنے کو ارشاد فرمایا تو ان کے رب کو گوارا نہ ہوا تو کس پیار و محبت سے ارشاد فرمایا جاتا ہے (پیارے) اپنے اوپر حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی۔ کیا حضور کے سوا کسی دوسرے کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے، ورنہ دیکھا آگے فرمایا جاتا ہے۔

ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما
یعنی نبی کی دونوں بیبیو اگر اللہ کی طرف تم رجوع

وان تظھرا علیہ فان اللہ ھو مولٰہ
(توبہ) کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں

وجبریل وصالح المومنین والملئکۃ
اور اگر ان پر زور باندھو تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے

بعد ذالک ظھیر عسی ربہ ان
اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر

طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا
ہیں ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دیدیں کہ انہیں تم سے

منکن مسلمت مومنت قنتت
بہتر بیبیاں بدل دے اطاعت والیاں ایمان والیاں ادب

تئبت عبدت سئحت ثیبت
والیاں توبہ والیاں بندگی والیاں روزہ داریں بیاہیاں

وابکارا ۵
اور کنواریاں۔

جنکو امہات المومنین فرمایا ان سے خطاب ہے پھر ایرا غیرا بدھو خیرا کا کیا شمار پھر ایرا غیرا بدھو خیرا کا کیا شمار موخط فرمائیے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان عندیہ بے بصر کو یہ کچھ نظر نہ آیا اور برخلاف اسکے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر (معاذ اللہ) گناہ کا الزام لگاتے اور اس کے ساتھ اللہ عزوجل کو بھی موردِ الزام ٹھہراتے کہ (معاذ اللہ) اللہ نے بھی ان سے گناہ کروالیا یہ وہ بولی ہے جو ان کے مربی عزازیل

علیہ اللعنۃ نے اللہ عزوجل کے حضور بولی تھی ۔ کما قال تعالیٰ

قال فبما اغویتنی — بولا قسم ہے اس کی تو نے مجھے گمراہ کیا

گمراہ تو خود ہوا اللہ سبوح وقدوس کو الزام دیا یہ اس کے لشکری بھی اس ملعون کی سنت پر عامل ہیں۔ معاندین کے مسلم پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی اس سورہ کے متعلق فرماتے ہیں "سبب نزول اول کی آیتوں کا حضرت عائشہ سے صحیح بخاری وغیرہ میں اس طرح منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول شریف تھا کہ بعد عصر کھڑے کھڑے بیبیوں کے پاس تشریف لاتے ایک بار حضرت زینب کے پاس معمول سے زیادہ ٹھیرے اور شہد پیا تو مجھ کو رشک آیا میں نے حفصہ سے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس تشریف لائیں تو یوں کہے کہ آپ نے مغافیر نوش فرمایا ہے یہ ایک گوند ہے جو کریہ الرائحہ ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ نے فرمایا کہ میں نے تو شہد پیا ہے ان بی بی نے کہا کہ شاید کوئی مکھی اس کے درخت پر بیٹھ گئی ہوگی اور اسکا عرق چوس لیا ہوگا آپ نے تقسیم فرمایا کہ پھر میں شہد نہ پیونگا اور اس خیال سے کہ حضرت زینب کا جی برا نہ ہو اس کے اخفاء کی تاکید فرمائی مگر ان بی بی نے دوسری سے کہدیا اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت حفصہ شہد پلانے والی ہیں اور حضرت عائشہ اور حضرت سودہ اور حضرت صفیہ صلاح کرنے والی ہیں اور بعض روایات میں اور طرح بھی قصہ آیا ہے ممکن ہے کہ کئی واقعے ہوئے ہوں اور سب کے بعد یہ آیتیں نازل ہوئی ہوں" (تفسیر بیان القرآن جلد ۱۲۔ التحریم ص ۱۹)

پھر لکھتے ہیں اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ پر حلال کیا ہے آپ قسم کھا کر اس کو اپنے اوپر کیوں حرام فرماتے ہیں پھر وہ بھی اپنی بیبیوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے یعنی گو کسی مباح کا ترک کر دینا مباح ہے اور اس ترک کام کو بالقسم کرنا بھی کسی مصلحت سے مباح ہے لیکن تاہم خلاف اولیٰ ہے خصوص جبکہ داعی بھی ضعیف ہو یعنی ابتغاء رضاء ازواج ایسے امر میں جس میں ان کا راضی کرنا ضروری نہ تھا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے کہ گناہ تک کو معاف کر دیتا ہے اور آپ سے تو کوئی گناہ بھی نہیں ہوا اس لئے یہ عتاب نہیں بلکہ شفقۃ و رافۃ

آپ سے کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایک تمتع مباح کو ترک کر کے کیوں تکلیف اٹھائی

(تفسیر بیان القرآن جلد ۱۲ سورہ التحریم صـ۲۰)

یہ عبارت پڑھئے اور ذہن پر زور دیجئے آپ کے حکیم الامت جامع المجددین اشرف علی صاحب بھی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کا منشائے کلام یہ ہے کہ آپ سے تو کوئی گناہ بھی نہیں ہوا اس لئے یہ عتاب نہیں بلکہ شفقتہ دوافتہ آپ سے کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایک تمتع مباح کو ترک کر کے کیوں تکلیف اٹھائی سے

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

آئیے اب سورہ عبس وتولیٰ کی تلاوت کا شرف حاصل کریں۔ وھو ھذا:۔

عبس وتولیٰ ۝ ان جاءہ الاعمیٰ ۝ — یعنی تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا اس پر کہ اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا

وما یدریک لعلہ یزکیٰ ۝ — اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ ستھرا ہو

ان آیات میں کونسی بات ایسی ہے جسکی وجہ سے وہ عنید حاسد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) گنہگار ثابت کرنے کے لئے پیش کرتا ہے اگر بصیرت ایمانی ہوتی ہرگز جرأت نہ کرتا اور بے علم نادان ہوتا سکوت اختیار کرتا لب نہ ہلاتا۔ ہاں ہاں آتش حسد کا شعلہ بھڑکا دود عناد نے قلب کا احاطہ کر لیا "تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا" دیکھ کر شاید حواس گم ہو گئے جو منہ میں آیا کہہ دیا اگر ایمان ہوتا اور غور کرتا تو شاید رحمت الٰہی سے بہرہ پاتا۔ ارے نادان عبس وتولیٰ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ حی وقیوم کی توجہ کاملہ و رحمت خاصہ ہر آن اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہے اور پیارے کی ہر ادا ہی پیاری سے پیاری ہی ملاحظہ فرماتا ہے کیا نہ دیکھا دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

قد نریٰ تقلب وجھک فی السماء — ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا

کیسا پیارا انداز خطاب ہے اور عبس وتولیٰ میں بھی راحت تامہ رحمت کاملہ کا ظہور ہے کہ فرمایا۔ ان جاءہ الاعمیٰ یعنی اس کے پاس وہ نابینا آیا ان جاءک الاعمیٰ

یعنی تیرے پاس وہ نابینا آیا۔ نہ فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا تکریم بے نہایت رافت ہے کہ صیغہ غائب سے خطاب فرمایا مگر منکرین او رمعاندین کی شقاوت قلبی کا یہ عالم ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) عاصی ٹھہرائے اور اللہ عزوجل کو خاطی بتلائے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اگر ہمارے بیان پر شہادت درکار ہو تو ہم منکرین عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مسلم پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی شہادت پیش کرتے ہیں تھانوی صاحب فرماتے ہیں "پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چیں بجبیں ہو گئے اور متوجہ نہ ہوئے اس بات سے کہ ان کے پاس اندھا آیا یہاں تو غائب کے صیغہ سے فرمایا اور یہ غایت تکریم واستحیا متکلم کا اور غایت کرامت مخاطب کی ہے کہ رُو در رُو اس امر کی نسبت نہیں فرمائی۔ (تفسیر بیان القرآن جلد ۱۲ سورہ عبس وتولیٰ ص ۲۶)

رہا یہ قول کہ تمہیں کیا معلوم کہ وہ ستھرا ہو ہمارے مخالف نہیں کیونکہ ہم تمام اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جو بھی علم ہے خواہ غیب ہو یا شہادت وہ سب اللہ علیم وحکیم کی عطا سے ہے ذاتی ہرگز نہیں ہے۔ علمک مالم تکن تعلم اس پر دال ہے۔

شیخ المحققین سید العلماء المدققین سیدی علامہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"درحقیقت حضرت ابن ام مکتوم (نابینا) ہی اس زجر و تادیب کے مستحق ہیں اس لئے کہ وہ اگرچہ دیکھ نہیں سکتے تھے۔ لیکن کافروں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گفتگو فرمانا تو سن رہے تھے اور یہ بھی خوب جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دعوت و تبلیغ میں کتنا اہتمام و انہماک فرماتے تھے لہٰذا ان کے آگے بڑھتے جانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں رکاوٹ آرہی تھی اور مجلس میں اژدہام ہو رہا تھا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا کا موجب تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانا بہت بڑی معصیت ہے تو معلوم ہوا کہ ابن ام

مکتوم کی زجر و تادیب میں قرآن میں یہ نازل ہوا (عبس و تولی الخ) جس طرح رسول پاک ﷺ کے پاس زور سے بولنے کے بارے میں یایھا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولاتجھروالہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون (الحجرات:۲) "اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور حضور ﷺ کے حجروں کے پیچھے سے آواز دینے کے بارے میں (ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لایعقلون (الحجرات:۴) "یعنی بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔" قرآن کریم میں احکام نازل ہوئے لیکن نابینا اور صدق نیت ہونے کی وجہ سے انہیں معذور رکھا گیا اور نرمی اور مہربانی کا اظہار فرمایا۔"

(مدارج النبوہ' جلد اول صفحہ ۱۷۶۔۱۷۷)

ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ ایک ہی شے ایک کیلئے مفید ہوتی ہے دوسرے کو مضر چنانچہ ان آیات کریمہ سے مومنین کے ایمان جلا پاتے ہیں اور معاندین، منکرین گمراہ و بے دین بن جاتے ہیں۔ یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا وقال تعالیٰ فی مقام اخر

علیھا تسعۃ عشر ۰ وما جعلنا	اس پر انیس داروغہ ہیں اور ہم نے دوزخ
اصحٰب النار الا ملٰئکۃ وما جعلنا	کے داروغہ نہ کئے مگر فرشتے اور ہم نے ان کی یہ گنتی
عدتھم الا فتنۃ للذین کفروا	نہ رکھی مگر کافروں کی جانچ کو اس لئے، کہ
لیستیقن الذین اوتوا الکتٰب	کتاب والوں کو یقین آئے

ویزداد الذین آمنوا ایمانا	اور ایمان والوں کا ایمان بڑھے اور
ولا یرتاب الذین اوتوا الکتب	کتاب والوں اور مسلمانوں کو کوئی
والمومنون ولیقول الذین فی	شک نہ رہے اور دل کے روگی اور
قلوبھم مرض والکفرون	کافر کہیں اس اچنبے کی بات میں
ماذا اراد اللہ بھذا مثلا کذلک	اللہ کا کیا مطلب ہے یونہی اللہ گمراہ
یضل اللہ من یشاء ویھدی	کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت
من یشاء (المدثر)	فرماتا ہے جسے چاہے (سورہ المدثر)

ع۔ یہی تو امتحان ہے

ارے نادان تو نے نہ دیکھا اللہ عزیز و قدیر ارشاد فرماتا ہے۔

یاایھا الذین امنوا لاترفعوا	اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو
اصواتکم فوق صوت النبی ولا	اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے
تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم	اور ان کے حضور چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں
لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم	ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہیں
لاتشعرون ہ	تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو

ملاحظہ ہو مومنین کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہمارے محبوب کے حضور اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اور اس طرح نہ بولو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بولتے ہو ورنہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے معلوم ہوا کہ یہ حکم مومنین کے لئے ہے اور وہاں عبس وتولی میں خطاب محب و محبوب کے لئے دوسرے کا اس میں حصہ ہی نہیں ہ

میان طالب و مطلوب رمزیست
کراماً کاتبیں را خبر نیست

قائل کے نزدیک تو ملائکہ کرامت میں زیادہ ہوتے ہیں کہ معصوم ہیں صدور گناہ

ممکن نہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ط

اور لیجئے اللہ علیم وحکیم فرماتا ہے

یا ایھا الذین آمنوا لا تقولوا — یعنی اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور

راعنا وقولوا انظرنا واسمعو — یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور

وللکفرین عذاب الیمہ — پہلے ہی بغور سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے

شان نزول جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم وتلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے راعنا یا رسول اللہ اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے یہود کے لغت میں یہ کلمہ سوٗادب کے معنی رکھتا تھا انھوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سنکر فرمایا اے دشمنان خدا تم پر اللہ کی لعنت اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن ماردوں گا یہود نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں اس پر آپ رنجیدہ ہوکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی گئی اور اس معنی کا دوسرا لفظ انظرنا کہنے کا حکم ہوا (خزائن العرفان فی تفسیر القرآن)

صحابہ کرام کا راعنا کہنا اکرام وتعظیم سے مملو مگر اشتراک لغت کی بناپر سعد بن معاذ کو اس کا استعمال پسند نہ آیا جس پر غضب فرمایا اور اللہ عزوجل نے بھی مکروہ جانا اور مومنین کو منع فرمایا معلوم ہوا کہ ادنیٰ شائبہ بھی سوٗادبی سرکار کا نہ اللہ تعالیٰ کو گوارا ہوا نہ مومنین کو پھر جو علانیہ کھلے منہ دوں سرکار ابد قرار کو گنہگار بتائے اس پر کیسا قہر وغضب فرمائے گا۔ نیز اس سے معلوم ہوا کہ انبیاکرام کی تعظیم وتوقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے صحابہ کرام کی نیت میں سوٗادبی کا شائبہ بھی نہ تھا مگر اشتراک لغت سوٗادبی پر صحابہ کو ممانعت فرمادی علاوہ ازیں للکفرین میں اشارہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کی جناب میں بے ادبی

کفر ہے مقام غور و فکر ہے کہ صحابہ کرام بکمال ادب و احترام راعنا عرض کرتے اشتراک لغت کی بنا پر راعنا کا استعمال منع فرما دیا جائے اور للکفرین عذاب الیم کا حکم سنایا جائے تو جو شخص سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ خاطی گنہگار بتائے اس شقی القلب کا حکم کیا ہوگا (العیاذ باللہ العلی العظیم)

اے نادان دیکھ ان کا رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یٰس ۝ والقراٰن الحکیم انک	حکمت والے قرآن کی قسم بیشک تم سیدھی
لمن المرسلین ۝ علیٰ صراط مستقیم	راہ پر بھیجے گئے ہو (کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ ان کے رب نے ان کو بھیجا ہی سیدھی راہ اور تمام مومنین کو ان کی اطاعت کا حکم دیا اور فرمایا۔

یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ	اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور رسول
واطیعوا الرسول ولا تبطلوا	کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل
اعمالکم ۝	نہ کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ	جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا

ایسی متعدد آیات قرآن حکیم میں موجود ہیں جس سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا اور فرمایا۔

وما اٰتکم الرسول فخذوہ	اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں
وما نھکم عنہ فانتھوا	وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو
واتقوا اللہ ان اللہ شدید	اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا
العقاب۔	عذاب سخت ہے۔

اور جس سے صدور گناہ ممکن اس کی اطاعت مطلقاً فرض نہیں ہو سکتی۔

معلوم ہوا کہ ایمان کا دارو مدار سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور غلامی پر موقوف جو ان کی غلامی سے اعراض اور فرمانبرداری پر اعتراض کرے اس کے لئے اللہ کا عذاب شدید ہے تو جس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ گنہگار و خاطی بتایا وہ ان تمام آیات قرآنی کا منکر ہے۔

اے عزیز اللہ عزوجل نے ان کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنایا اور ارشاد فرمایا

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعلمین — اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے

اور فرماتا ہے۔

وما ینطق عن الھویٰ ہ ان ھو الا وحی یوحیٰ ہ — اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے

اور فرماتا ہے۔

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم — یعنی وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں انکے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے

اور فرماتا ہے۔

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی — اور اے محبوب تم نے نہیں پھینکی جو تمنے پھینکی ولیکن اللہ نے پھینکی

اے عزیز جن کو اللہ جل جلالہ نے تمام جہاں کے لئے رحمت کاملہ بناکر بھیجا کیا ان سے صدورِ گناہ ممکن ہے؟ ہرگز نہیں کہ گناہ ظلم ہے اور رحمت تمام رحمت کے منافی ہے اے نادان دیکھ ان کا مالک و مولیٰ فرماتا ہے کہ وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے انکی بات اللہ کی بات ان سے بیعت کرنا اللہ سے بیعت کرنا ان کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ان کا فعل اللہ کا فعل ان پر اعتراض کرنا اللہ جل شانہ پر اعتراض کرنا ان پر الزام اللہ تعالیٰ پر الزام ہے پس اللہ عزوجل سے ڈرو اور اس کے عذاب سے بچو۔

اے عزیز اللہ عزوجل مجدہ بے نیاز ہے اس کو کسی کی عبادت کی پرواہ نہیں جب مخلوق ابتداء نہ تھے وہ معبود تھا اور جب کوئی نہ ہوگا وہی معبود ہوگا کسی کی عبادت سے اسکو کوئی فائدہ نہیں اگر تمام کائنات اس کی عبادت کو ترک کر دے تو اسے اصلاً کوئی نقصان نہیں اس نے تو عبادت اس لئے فرض کی تاکہ محبوب کے غلام فرمانبردار، اور سرکش نابکار، ممتاز ہو جائیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وما جعلنا القبلة التی کنت	اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے
علیھا الا لنعلم من یتبع الرسول	ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا کہ دیکھیں یعنی
ممن ینقلب علی عقبیہ۔	امتحان ظاہر ہو جائے کہ کون رسول کی پیروی کرتا
	اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

حدیث قدسی شریف میں ابن عساکر سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت عزت جل جلالہ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی بھیجی اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل کیا تمہیں اپنا حبیب کیا اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت و کرامت والا کوئی نہ بنایا۔

لقد خلقت الدنیا و اھلھا	میں نے دنیا اور مخلوقات میں دنیا اسی لئے
لاعرفھم کرامتک و منزلتک	بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت اور
عندی ولولاک ما خلقت	عزت تمہاری ہے ان پر ظاہر کر دوں اگر تم
الدنیا۔	نہ ہوتے میں دنیا نہ بناتا۔

یعنی دنیا و آخرت کچھ نہ ہوتی اللہ عزت منزلت ظاہر فرمائے اور یہ معاذ اللہ ذلت کہ آخرت دار الجزاء ہے علاوہ ازیں ازل ہی میں سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا

انت المختار المنتخب وعندک	تو برگزیدہ اور منتخب ہے اور

مستودع نوری ومکنون ہویتی — تیرے پاس میرے نور کی امانت اور میری ہدایت

من اجلک البسط البطحا وارفع — کے خزانے تیرے واسطے بچھاتا ہوں زمین اور

السماء واجعل الثواب والعقاب — بلند کرتا ہوں آسمان اور بناتا ہوں ثواب اور

والجنۃ والنار — عذاب اور جنت و دوزخ (کمافی الکلام الارفع)

اور فرماتا ہے۔

یا محمد انا وانت وماسوی — اے پیارے محمد میں ہوں اور تو اور جو کچھ

ذالک خلقت لاجلک — اس کے سوا ہے میں نے تیرے واسطے پیدا کیا (کمافی الکلام الارفع)

اے عزیزان کی شان تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے سوا ان کے رب کے کوئی نہیں جانتا نہ نبی و مرسل جانیں نہ ملئکہ مقرب پہچانیں نہ جبرئیل علیہ السلام پہچانیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں۔

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ — اے ابوبکر میری حقیقت کو سوا میرے

غیر ربی۔ — رب کے کوئی نہیں جانتا۔

اور ان سے جس شے کو نسبت ہو جائے وہ بھی ارفع و اعلیٰ بن جاتی ہے بلکہ اللہ والوں کی ہر چیز بھی اللہ والی ہوتی ہے اللہ کے محبوبوں کی ہر چیز اللہ کی محبوب بن جاتی ہے مقام ابراہیم کہ ایک پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ فرمائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واتخذوا من مقام ابراہیم — یعنی اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو

مصلی — نماز کا مقام بناؤ۔

یہ عظمت و احترام کی دلیل ہے اور فرماتا ہے۔ آیات بینات مقام ابراھیم یعنی کعبۃ اللہ میں اللہ کی بے شمار نشانیوں میں مقام ابراہیم بھی ایک نشانی ہے یہ تو محبوب کی عظمت کا بیان ہے سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جس کو نسبت ہو جائے

سبحان اللہ اس کا کیا کہنا۔ ارشاد فرماتا ہے لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد مجھے اس شہر (مکہ) کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو غور تو کیجئے مکہ معظمہ میں صفا، مروہ بھی ہے چاہ زم زم بھی اور مقام ابراہیم بھی بنیاد خلیل یعنی کعبۂ رب جلیل بھی سیکڑوں عظمتیں اور ہزاروں بزرگیاں موجود مگر رب کعبہ اس شہر کی قسم یوں فرماتا ہے کہ اے پیارے یہ شہر تمہارا مسکن ہے اعلیٰحضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں ؎

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھکو دیا کہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

آہ کیسا وہ قلب شقی کہ جس دل میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روشن چراغ بجھ گیا ظلمت شیطانی کی تاریکی نے احاطہ کر لیا اللہ کے پیارے محبوب کو عاصی اور رب تعالیٰ کو ظالم کہنے کی جرات ہو گئی اللہ رے یہ دریدہ دہنی ان کے بارے میں جو سید المرسلین ہیں رحمۃ للعٰلمین ہیں نبی الانبیا ہیں حالانکہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام معصوم ہیں قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا۔

قال انی جاعلک للناس اماما	میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں
قال ومن ذریتی قال لا ینال	عرض کی میری اولاد سے؟ فرمایا (اللہ نے)
عھدی الظٰلمین ۝	میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

معلوم ہوا کہ نبی سے صدور گناہ ممکن نہیں اور مدعی نبی کو ہی نہیں بلکہ نبی الانبیا کو (معاذ اللہ) گنہگار بتائے گویا اس نے قرآن کو جھٹلایا اور دشمنان اسلام کو قرآن پر اعتراض کی راہ دی اور ظاہر ہے اللہ کے بندہ کو تو اس کا وہم بھی نہ ہوگا مگر کوئی دیو کا بندہ دریدہ دہنی کرے اور کہ قرآن کا تو دعویٰ ہے افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ط یعنی تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں اختلاف پاتے مسلمانوں کا ایمان ہے کہ قرآن کریم میں اصلاً

قطعاً اختلاف نہیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر الزام لگانے والا ہی کذاب مفتری بہتان طراز ہے اور اللہ کا محبوب ہر عیب سے پاک و معصوم ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :۔

وننزل من القرآن ما هو	اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو
شفاء ورحمة للمؤمنين	ایمان والوں کیلئے شفا اور رحمت ہے اور
ولا يزيد الظالمين الا خسارا ○	اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے

لہٰذا معلوم ہوا کہ قرآن کریم سے ہر شخص اپنی ہمت، واستطاعت کے مطابق ہی فیض پاتا ہے اور منکر گستاخ گھاٹے پر گھاٹا اٹھاتا ہے سچ فرمایا علامہ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ نے ؎

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس

اسی طرح قرآن کریم سے مومن شفا ورحمت پاتا ہے اور منکر بے دین کی گستاخی اور انکار بڑھتا ہے۔

اگر ایمان وادب واحترام کا پاس ہوتا تو غور کرتا بدزبانی کرتے اعتراض اٹھاتے خوف کھاتا اور ان کی مدح وثنا کے گن گاتا اور کہتا کہ میں تو کیا چیز ہوں میرا مالک مولیٰ بلکہ تمام کائنات کا مالک وخالق اور تمام جہاں کا معبود ان کی تکریم واعزاز کی رعایت فرماتا ہے اور کرامت وعظمت کا اظہار فرماتا ہے عبس وتولی میں ان جاءہ الاعمیٰ ارشاد فرماتا اور ان جاءك الاعمیٰ نہیں فرماتا۔ تو جو گستاخ بے دین اس کے خلاف لب کشائی کرے گا وہ اس کو کب بخشے گا بلکہ سخت سے

سخت ترین عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔

ارے نادان یہ عذاب کیا کم ہے کہ دنیا ہی میں وہ ان کی رحمت و رافت سے محروم ہو گیا ظالمین اور اعدائے دین میں اس کا شمار ہے یہ اللہ عزوجل کا قہر و غضب ہی تو ہے کہ ان کا مالک و مولیٰ ان کی مدح و ثنا فرمائے اور یہ ان میں عیب بتائے گنہگار ٹھہرائے یہ دنیا میں قہر قہار ہے آخرت میں اس کو جہنم میں پھینک دیا جائیگا (العیاذ باللہ)

وما علینا الا البلاغ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولٰنا محمد و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم

خاک پائے اولیاء ابو الرضا محمد عبد الوہاب خاں القادری الرضوی غفرلہٗ
نزیل کراچی، ۱ جمادی الاول شریف ۱۴۰۸ھ